

قربانی..... اسلامی اعمال کی رُوح

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ

کائنات میں جس طرح مجموعہ بدن کے لیے مجموعہ روح ہے۔ اسی طرح ہر جز کی علیحدہ علیحدہ روح بھی ہے۔ جیسے آنکھ میں قوت بینائی اس کی روح ہے، وغیرہ۔ اسی طرح سارے اعمال شریعہ کی ایک روح ہے، پھر ہر عمل کی علیحدہ علیحدہ روح ہے، اور اس روح کا نام تقویٰ ہے..... چنانچہ قربانی کے متعلق ارشاد ہے:

لَنْ يَنْتَظِرَ اللَّهُ لِحُومِهَا وَلَا دِمَائِهَا وَلَكِنْ يَنْتَظِرُ الطَّوْعَى مِنْكُمْ. (الحج: ۳۷)

”خدا تعالیٰ کو قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا لیکن تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔“

تو قربانی کی روح بھی تقویٰ ہے، سو اگر کوئی صاحب یہ کہے کہ جب قربانی سے تقویٰ مقصود ہے تو قربانی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ بلکہ تقویٰ اختیار کر لو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پھر سارے اسلام کو چھوڑ کر بس تقویٰ ہی اختیار کر لو، کیونکہ روزہ کے متعلق ارشاد ہے: تُحِبُّ عَلَيْهِمُ الصَّيَامَ مِمَّا تُحِبُّ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ”تم پر روزوں کا حکم ہوا، جیسے تم سے اگلے لوگوں پر حکم ہوا تھا شاید کہ تم پر ہیہ زگار ہو جاوے۔“

تو روزہ کا حاصل بھی تقویٰ ہی ہے۔ نماز کے متعلق ارشاد ہے:

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ”نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔“ جس کا

حاصل تقویٰ ہی ہے۔ لہذا نماز و روزہ بھی چھوڑیے، پھر ارشاد ہے کہ:

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسْكِينِ وَآثَرَ السَّبِيلِ وَالسَّالِئِينَ فِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ. (البقرہ: ۱۷۷)

مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرنا نیکی نہیں، ہاں نیکی یہ ہے کہ جو اللہ اور قیامت کے دن اور ملائکہ اور کتابوں اور نبیوں پر ایمان لائے اور اس کی محبت پر مال دے رشتہ داروں یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سواہیوں کو اور گردنیں چھڑانے میں اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور جو لوگ اپنے عہد پورے کریں اور نیکی و سختی میں صبر کرنے والے یہی

لوگ سچے ہیں اور یہی متقی ہیں۔

غرض سارے اسلام کا حاصل تقویٰ نکلا۔ اس لیے سب کو چھوڑ کر بس تقویٰ اختیار کر لیجیے لیکن بالکل غلط ہے۔ اس لیے کہ جس طرح ہر جز کی روح علیحدہ ہے۔ اسی طرح ہر عبادت کا تقویٰ جدا گانہ ہے۔ تو جو تقویٰ گوشت پوست کے ذریعہ پہنچتا ہے، اور حاصل ہوتا ہے وہ کسی دوسری عبادت صدقہ وغیرہ سے کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ مثلاً زید کی روح کو گدھے کے قالب میں اگر منتقل کر دیا جائے تب بھی وہ زید نہ بنے گا بلکہ وہ گدھا ہی رہے گا۔ اسی طرح صدقہ صدقہ ہی رہے گا۔ قربانی کا قائم مقام اسے کیسے کیا جاسکتا ہے۔ تو دنیا میں تو بغیر صورت کے چارہ نہیں اس لیے قربانی کرنا ہی پڑے گی۔ ہاں آخرت میں پہنچ کر آپ قربانی نہ کریں کیونکہ وہاں صورت ضروری نہیں، لیکن اگر دنیا میں آپ نے اعمال کی صورت کو ترک کر دیا تو یقین رکھیے کہ آپ نے اس کی روح کو بھی فنا کر دیا، اسی لیے نبی کریم کا ارشاد ہے کہ:

الایمان سر والاسلام علانیۃ..... ”ایمان پوشیدہ چیز ہے اور اسلام ظاہر ہے۔“

چونکہ قربانی کا قائم مقام صدقہ یا اور کوئی عبادت نہیں ہو سکتی اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ما عمل ابن آدم من عمل يوم النحر احب الي الله من اهرق الدم

”بقرعید کے دن سب سے زیادہ محبوب قربانی ہی ہے۔“

تو اس روز سوائے اس عمل کے دوسرا عمل کیسے اس کے قائم مقام ہو سکتا ہے۔ ذبح کا اصل مقصد جان کو پیش کرنا ہے۔ چنانچہ اس سے انسان میں جاں سپاری اور جاں شاری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور یہی اس کی روح ہے۔ یہ روح صدقہ سے کیسے حاصل ہوگی؟ کیونکہ قربانی کی روح تو جان دینا ہے اور صدقہ کی روح مال دینا ہے۔ پھر اس عبادت کا صدقہ سے مختلف ہونا اسی طرح بھی معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ کا کوئی دن متعین نہیں، مگر اس کے لیے ایک خاص دن مقرر کیا گیا ہے اور اس کا نام بھی یوم النحر اور عید الاضحیٰ یعنی قربانی کا دن رکھا گیا۔ جہاں تک قربانی کے مسئلہ کا تعلق ہے۔ تو یہ سلفاً خلفاً ایسی ہی ہوتی چلی آئی ہے۔ انبیاء کا بھی اور امت کا بھی اس پر اجماع ہے۔ انبیاء بنی اسرائیل میں سب کے یہاں قربانی تھی۔ ائمہ کرام کا بھی اس پر اجماع ہے یہ اور بات ہے کہ امام شافعی امام احمد بن حنبل اور امام ابو یوسف ان سب کے یہاں قربانی سنت ہے۔ امام ابو حنیفہ وغیرہ کے نزدیک واجب ہے۔ یہ اس کے حکم میں اختلاف اور ائمہ کے حقائق ہیں۔ مگر قربانی کی مشروعیت میں سب متفق ہیں۔ اور یہ اگر کوئی غیر شرعی عمل ہوتا تو احادیث میں اس کی صفات وغیرہ کیوں بیان کی جاتیں؟ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی:

نستشرف العين الاذن وان لا نضحى بمقابلة ولا مدابرة ولا شرقاء ولا خرقاء

”ہم قربانی کی آنکھ اور کان کی خوب دیکھ بھال کیا کریں، ہم نہ قربانی کریں، ایسے جانور کی جس کا کان آگے سے کٹا ہوا ہو اور نہ جس کا کام پیچھے سے کٹا ہوا ہو اور نہ جس کا کان چڑا ہوا ہو اور نہ جس کے کانوں پر سوار خ ہو۔“

اس کے علاوہ بھی بعض اوصاف مذکور ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے احکام اور صدقہ سے بالکل جدا گانہ ہیں۔ اس لیے اس میں صدقہ کے احکام سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ پھر ساری امت آج تک بلا اختلاف اس عمل کو کرتی چلی آئی ہے۔ اور تعامل امت سب سے بڑی دلیل ہے۔

ایک اشکال کا جواب: اس جگہ یہ اشکال کہ قربانی کرنے سے جانور ختم ہو جائیں گے۔ سوا ول تو یہ خیال ہی غلط ہے، کیونکہ روزانہ جو لاکھوں جانور بطور ذبیحہ کے کاٹے جاتے ہیں، عید کے دن وہ نہیں ذبح ہوتے۔ اس طرح کچھ معمولی مسافر پڑتا ہوگا۔ جو کسی طرح بھی قابل اعتبار نہیں۔ پھر اس روز بعض ایسے لوگوں کو بھی گوشت پہنچ جاتا ہے۔ جو سال میں ایک آدھ دفعہ ہی کھا سکتے ہیں۔ پھر ان کی ساری کھالیں بھی غربا و مساکین ہی میں تقسیم ہوتی ہیں۔ غرض بہت سے منافع اس سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ جو روپیہ قربانی میں صرف ہوتا ہے۔ اس کو مہاجرین وغیرہ کی امداد میں صرف کیا جائے تو بے شک مہاجرین کی امداد ضروری ہے، مگر ہر کام کے لیے اسلام کے گلے پر کیوں چھری چلتی ہے، کچھ اپنی خواہشات نفس پر بھی تو چھری چلائیے۔ اور غیر شرعی اخراجات کو بند کر کے مہاجرین کی امداد کیجیے۔ مثلاً سینما ہے، شراب ہے، اور دوسرے فضول اخراجات ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ اب یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ جس طرح کائنات کی ہر چیز میں ایک صورت ہے اور ایک روح اسی طرح اعمال شرعیہ میں بھی ایک روح ہے اور جیسے وہاں ہر صورت کی ایک خاص روح ہے۔ جو دوسری صورت میں نہیں آسکتی، اسی طرح یہاں بھی ایک کی روح دوسرے میں نہیں آسکتی۔ سوا ب سمجھیے کہ سارے اعمال شرعیہ کا مقصد تقویٰ ہے، مثلاً نماز سے عاجزی و انکساری کی صورت میں تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ روزہ سے تزکیہ نفس کی صورت میں جہاد سے شجاعت کی صورت میں، صدقہ سے انفاق مال کی صورت میں اور قربانی سے جاں نثاری کی صورت میں تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ اب اگر آپ نے قربانی کی بجائے صدقہ کیا تو صدقہ سے جاں نثاری کا تقویٰ کیسے حاصل ہوگا۔ کیونکہ صدقہ کا تقویٰ تو اور طرح کا ہے۔ اسی طرح اگر آپ نے قربانی کی بجائے نماز پڑھ لی تو نماز سے عاجزی اور بندگی کا تقویٰ تو ملا مگر قربانی کا تو نہ ملا۔ پس اگر کوئی شخص قربانی نہ کرے اور صدقہ دے دے تو قیامت کے روز اس کو اس صدقہ کا ثواب مل جائے گا۔ مگر قربانی کا مطالبہ باقی رہے گا۔ اور یہ سوال ہوگا کہ قربانی کیوں نہیں کی؟! بالکل اسی طرح جیسے کوئی نماز تو پڑھتا رہا اور روزہ نہ رکھا تو روزہ کا مطالبہ ہوگا کہ کیوں نہ رکھا تھا۔

(انتخاب از ”مسئلہ قربانی“ وعظ)